

عیسیٰ علیہ السلام (وما قتله یقیناً) 10

سابقہ قسط میں ہم آیت وَمَا قَتَلُوهُ وَمَا صَلَبُوهُ وَلَكِنْ شُبِّهَ لَهُمْ کے حوالے سے ان کے گمراہ کن عقائد کا قرآن و حدیث سے موازنہ کر رہے تھے وہ موضوع ابھی جاری ہے۔

اس موضوع پر قرآن و حدیث کے حوالے سے ان کے عقائد کا محاسبہ کرنے سے پہلے بہتر ہے کہ قادیانیوں کے عقائد کا ایک خلاصہ آپ کے سامنے پیش کر دیا جائے۔ ”مسیح ہندوستان“ نامی کتاب میں غلام احمد قادیانی نے جو عقیدہ دیا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام بے شک صلیب لٹکائے گئے لیکن اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کاملہ سے ان کو صلیب سے زندہ بچا لیا۔ یہودی سمجھے کہ عیسیٰ علیہ السلام مر گئے اور ان کی لاش شاگردوں کے حوالے کر دی گئی۔ اس وقت ان کی حالت مقتول اور مصلوب کے مشابہ ہو گئی تھی۔ شاگردان کو لے گئے اور ان کا علاج معالجہ کیا۔ اللہ نے ان کو شفادی۔ اور پھر آپ بھرت کر کے براستہ افغانستان کشمیر پہنچے۔ ایک سو بیس سال کی عمر میں اپنی طبعی موت مرے۔ ان کی قبر کشمیر سری نگر محلہ خانیار میں موجود ہے۔

قادیانیو! یہ بھی بڑی ہی عجیب بات ہے کہ یہودی سمجھے کہ عیسیٰ علیہ السلام فوت ہو گئے اور ان کی لاش شاگردوں کے حوالہ کر دی۔ انسانی معاشرے میں آئے دن لوگ مرتے ہی رہتے ہیں۔ اس لیے ہم سب کا مشاہدہ ہے کہ خواہ کوئی طبعی موت مرے یا کسی حادثہ کے نتیجے میں ہلاک ہو جیسے ہی روح بدن سے جدا ہوتی ہے دیکھنے والے ایک دم سمجھ جاتے ہیں کہ موت واقع ہو چکی ہے۔ موت کی علامات بڑی واضح ہوتی ہیں۔ مرنے والے کی آنکھیں پتھر اجاتی ہیں، نظام تنفس معطل ہو جاتا ہے، نبض رک جاتی ہے، جسم بے حس ہو جاتا ہے اور کچھ دیر بعد ٹھنڈا ہو کر اکڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ چنانچہ سرسری نظر میں دیکھنے والا پہچان لیتا ہے کہ اس کے سامنے زندہ انسان نہیں بلکہ مردہ لاش ہے۔ مردے کی لاش کبھی بھی آنکھوں کو دھوکا نہیں دیتی۔ لیکن عجیب بات ہے کہ یہودی دھوکا کھا گئے! جورات دن ان کی موت کیلئے بیتاب تھے ایسے اندھے ہوئے کہ تصدیق ہی نہ کی کہ ہمارے اوپر فتوے لگانے والا زندہ ہے یا مردہ۔

بنی اسرائیل کی تو تاریخ ہی انبیاء علیہم السلام کے خون سے رنگی ہوئی ہے۔ کسی نبی کو قتل کرتے ہوئے ان کم بختوں کو یہ مغالطہ نہیں ہوا کہ مقتول مرچکا ہے یا نہیں۔ لیکن شاید واقعہ صلیب کے موقع پر یہ سارے ہی اندھے ہو گئے تھے۔ ایک زندہ انسان کو مردہ جان کر شاگردوں کے حوالہ کر دیا۔ ہے نا عجیب بات! اور اس سے بھی عجیب بات یہ کہ مرزا جی نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کو یروشلم سے ساتھ لیا عرب و عجم عبور کرائے، ہزاروں میلوں کا سفر طے کرا کے سری نگر پہنچایا، لیکن ذرا آگے اپنے شہر قادیان لے جانا پسند نہ کیا۔ کیوں کہ ان کے پیش نظر سب سے بڑا مسئلہ قبر کا تھا۔ یعنی مرزا جی اگر قادیان میں عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کی قبر بناتے تو مقامی لوگ پوچھتے کہ یہ کس کی جھوٹی قبر بنا رہے ہو؟ چنانچہ مجبوراً انہیں سری نگر کی کا انتخاب کرنا پڑا۔ اب نہ کوئی تحقیق کرنے جائے گا اور نہ ان کے جھوٹ کا بھانڈا پھوٹے گا۔ قرآن و حدیث اور مستند تاریخ کی روشنی میں ایسی کسی قبر کا کوئی وجود نہیں۔ ہو سکتا ہے کہ سری نگر کے محلہ خانیار میں کسی عیسیٰ خان کی قبر ہو جسکے ساتھ ہی ان کے بھائی موسیٰ خان کا مزار ہو جسے مرزا نے عیسیٰ علیہ السلام کی قبر قرار دے دیا۔ جہاں تک عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا سوال ہے تو عراق کے مشرق میں منارة البیضان کا منتظر ہے۔

قارئین! عیسیٰ علیہ السلام کے توفی اور رفع کے بارے میں قرآن کا بیان ہم تفصیلاً اوپر بیان کر چکے ہیں۔ لیکن جو شکوک و شبہات (بقول محمد ہادی کے جو علماء سو پھیلاتے ہیں) ان لوگوں نے پھیلائے ہیں اس کی وجہ سے یہ ضروری ہے کہ تھوڑی سی تفصیل دوبارہ بیان کی جائے تاکہ ان کی مغالطہ آرائیوں کا پول کھولا جائے۔

سورہ آل عمران میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ”وَمَكْرُؤَ (یہودیوں نے عیسیٰ کے خلاف) خَفِيَةٍ تَدْبِيرِیْنَ كَيْسَ“۔ یہ خفیہ چالیں کس کام کیلئے تھیں قولہم اِنَّا قَتَلْنَا الْمَسِيحَ عِيسَى ابْنَ مَرْيَمَ رَسُولَ اللَّهِ اور یہ کہتے ہیں کہ ہم نے اللہ کے رسول عیسیٰ ابن مریم کو قتل کر دیا۔ گویا کہ یہودی اس بات کے خواہاں تھے کہ کسی طرح اس شخص کا کام تمام کر دیا جائے یعنی عیسیٰ علیہ السلام کو موت آجائے۔ و مکر اللہ و اللہ خیر المکرین اور اللہ نے بھی تدبیر کی، اور اللہ تدبیر کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر ہے۔ یہودی انکی موت کیلئے چالیں چل رہے تھے اور ان کی ان چالوں کے مقابلے میں اللہ تعالیٰ نے ”خفیہ تدبیر“ کی۔ وہ خفیہ تدبیر کیا تھی: اذ قال اللہ یعیسیٰ انی متوفیک و ارفعک الی ”جب اللہ نے کہا: اے عیسیٰ میں تجھے پورا پورے لوں گا اور تجھے اٹھا لوں گا اپنی طرف“۔ معلوم ہوا کہ اللہ کی ”خفیہ تدبیر“ عیسیٰ علیہ السلام کا ”رفع“ تھا جیسا کہ سورہ مائدہ میں فرمایا: واذ کففت بنی اسرائیل عنک ”اور جب میں نے تمہیں بنی اسرائیل سے بچا لیا تھا“ (المائدہ: 110)۔ یعنی اللہ نے بنی اسرائیل کی چالوں کو ناکام بنادیا اور عیسیٰ علیہ السلام کو ان سے بچا لیا۔

آپ نے دیکھا ہو گا کہ ان دونوں گمراہ گروہوں نے انی متوفیک ترجمہ ”تجھے موت“ دے دوں گا کیا ہے۔ اگر یہاں یہی ترجمہ لیا جائے تو اللہ تعالیٰ نے کیا خفیہ تدبیر کی؟ یہودی ان کی موت کے خواہاں، ان کی چالوں کے مقابلے میں اللہ نے بھی یہی ”خفیہ تدبیر“ کی کہ ان کو موت کا پیغام سنا دیا! یعنی جو یہودی چاہتے تھے وہی بات اللہ تعالیٰ نے پوری کر دی کہ اے عیسیٰ یہ یہودی تمہاری موت چاہتے ہیں اور میں بھی تمہیں موت دے دوں گا۔ یہ کتاب اللہ ہے، اللہ کا کلام ہے اور یہ اس کے ساتھ کھیل رہے ہیں!

حقیقت یہ ہے کہ اللہ نے یہودیوں کی خواہشات کے مطابق عیسیٰ علیہ السلام کو موت سے ہمکنار نہیں فرمایا بلکہ فرمایا: و ما قتلوا یقیناً {بل رفعہ اللہ الیہ} و کان اللہ عزیزاً حکیماً ”اور یقیناً انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھا لیا، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے“۔ یہ تھی وہ خفیہ تدبیر جو اللہ تعالیٰ نے کی۔

روح نہیں اٹھائی گئی بلکہ انکا جسمانی رفع کیا گیا۔ اس سے قبل اس بات کی وضاحت کر دی گئی ہے کہ موت کے وقت فرشتے روح لے کر جاتے ہیں، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام کے رفع میں فاعل خالص اللہ تعالیٰ کی ہستی ہے فرشتے نہیں۔

اب بات ہوتی ہے اس من گھڑت عقیدے کی جو منکر حدیث اور قادیانیوں کے درمیان مشترک ہے۔ قادیانیوں نے مقتول یہود کے بارے میں لعنتی اور ذلیل ہونے کی ایک خود ساختہ تفسیر بیان کی اور محمد ہادی نے اس پر ایمان بناتے ہوئے لکھا:

”وہ عیسیٰ (علیہ السلام) ذلیل و لعنتی نہیں بلکہ اللہ نے اسے بلند مقام عطا کیا ہے۔ جیسا کہ جبریل علیہ السلام نے آپ (علیہ السلام) کی والدہ (مریم صدیقہ علیہا السلام) کو بشارت دی تھی و جیہانی الدنیا و الاخرۃ وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہو گا“۔

قرآن کے بیان کردہ ”رفع“ کا ہر حالت میں انکار کرنا تھا، اب کسی ایسی ہی تاویل کی ضرورت تھی۔ لوگوں کو دھوکے میں ڈالنے کیلئے کہہ دیا جیسا کہ مریم صدیقہ کو بتا دیا گیا تھا کہ وہ دنیا اور آخرت میں معزز ہوگا۔ مریم صدیقہ نہایت ہی سخت آزمائش میں مبتلا تھیں۔ اس پاک باز خاتون کو اللہ تعالیٰ یہ بتاتا ہے کہ اے مریم دیکھو کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں کس عظیم مشن کیلئے منتخب کیا ہے۔ جو تمہارے بطن سے پیدا ہو گا وہ کن کن صفات کا حامل ہوگا۔ اللہ نے اسے اس دنیا میں بھی معزز بنایا ہے اور آخرت میں بھی۔ مریم صدیقہ کو صرف اسی شخص (عیسیٰ علیہ السلام) ہی کی بابت بتانا تھا کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی بابت۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ان سے کہا کہ یہ دنیا میں بھی معزز ہوگا اور آخرت میں بھی۔ موصوف سے پوچھا جائے کہ کیا تمام انبیاء علیہم السلام دنیا اور آخرت میں معزز نہیں۔ ان سب کا رفع اسی طرح ہوا ہے؟

موصوف نے اپنی کتاب میں ”رفع“ کا ترجمہ ”درجات کی بلندی“ کیا ہے اور اس کے حوالے میں سورہ مریم آیت نمبر ۵۷، اعراف آیت نمبر ۱۷۶ پیش کی ہیں۔ آئیے دیکھیں کہ قرآن کی آیات میں یہ لفظ کن کن معنوں میں استعمال ہوا ہے۔

﴿وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا﴾ [مریم: 57] ”اور ہم نے اسے اونچی جگہ بلند کیا۔“

﴿وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ...﴾ [الأعراف: 176]

”اور اگر ہم چاہتے تو ان آیات سے اس (کے درجے) کو بلند کر دیتے، مگر وہ تو پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی خواہشات کے پیچھے چل پڑا۔“

﴿وَإِذْ أَخَذْنَا مِيثَاقَكُمْ وَرَفَعْنَا فَوْقَكُمُ الطُّورَ...﴾ [البقرة: 63]

”اور جب ہم نے تم سے عہد لیا اور کوہ طور کو تم پر اٹھا کھڑا کیا۔“

﴿وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ...﴾ [البقرة: 127]

”اور (یاد کرو) کرو جب ابراہیم اور اسماعیلؑ سعبتہ اللہ کی بنیادیں اٹھا رہے تھے۔“

﴿وَرَفَعَ أَبَوَيْهِ عَلَى الْعَرْشِ...﴾ [یوسف: 100] ”اور اس (یوسفؑ) نے اٹھا بٹھایا اپنے والدین کو تخت پر۔“

﴿رَفَعَ سَمُكَهَا فَسَوَّلَهَا﴾ [النازعات: 28] ”اسکی چھت کو بلند بنایا اور اسے برابر کیا۔“

آپ نے دیکھا کہ رفع کے حقیقی معنی ”اٹھانا“ کے ہی ہیں اور اس بات کا موصوف کو بھی علم ہے، اسی لیے جب انہوں نے سورہ مریم آیت نمبر ۵۷ کا ترجمہ کیا تو لکھا ”اور ہم نے اسے اونچی جگہ بلند کیا“ پھر بریکٹ میں لکھا ”یعنی بلند درجات عطا کیے“۔ گویا کہ موصوف بھی اس بات کو جانتا

ہے کہ ”درجات بلند کرنا“ اس کے حقیقی نہیں۔ پھر دوسری بات یہ کہ ان لوگوں نے ساری بحث رفع پر کی ہے جبکہ رفع عیسیٰ علیہ السلام کی آیت میں رفعہ اللہ الیہ کے الفاظ آئے ہیں۔ یعنی رفع کے اس عمل کے بارے میں یہ بھی بتا دیا گیا کہ انہیں کہاں اٹھایا گیا۔ لیکن یہ لوگ الیہ کو چھوڑ کر صرف رفع کی تشریح کرتے ہیں کیونکہ اگر رفع کے ساتھ الیہ کی بھی تشریح کر دی جائے تو انکا جھوٹ کھل کر سامنے آجائے گا۔ دیکھیں سورہ فاطر میں رفع کے ساتھ الیہ بھی بیان ہوا ہے:

﴿...إِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ...﴾ [فاطر: 10]

”پاک کلمات اس کی طرف چڑھتے ہیں اور عمل صالح ان کو اٹھاتا ہے۔“

وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهُ ”اور عمل صالح ان کو اٹھاتا ہے“، کس کی طرف اٹھاتا ہے، إِلَيْهِ ”اس کی طرف“۔ إِلَيْهِ اس مقام کو بیان کرتا ہے جس کی طرف یہ جاتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ۔ اسی تناظر میں اب سورہ نساء کی آیت کو سمجھیں۔

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا ۚ بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ وَكَانَ اللَّهُ عَزِيزًا حَكِيمًا

”اور یقیناً انہوں نے اسے قتل نہیں کیا بلکہ اللہ نے اسے اپنی طرف اٹھالیا، اور اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔“

قرآن مجید کی یہ آیت مکمل طور پر انکے اس باطل عقیدے کا رد کرتی ہے۔ لیکن ابھی یہاں ایک بات اور رہ گئی۔ موصوف نے لکھا ہے کہ یہ رفع جسمانی نہیں بلکہ یہاں عیسیٰ علیہ السلام کی موت کے بعد ان کے درجات بلند کرنے کا ذکر ہے۔ تو اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہودی جو مکر کر رہے تھے انکا کیا ہوا۔

بقول ان کے اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اے عیسیٰؑ میں تجھے موت دے دوں گا اور تیری موت کے بعد تیرے درجات بلند کر دوں گا، تو یہ الفاظ یہودیوں تک بھی پہنچ گئے اور وہ مطمئن ہو گئے کہ چلو اب تو کوئی بات ہی نہیں ہے جو ہم کرنا چاہ رہے تھے وہ کام خود اللہ تعالیٰ کر رہا ہے۔ موت کے بعد اگر عیسیٰ علیہ السلام کے درجات بلند ہوتے ہیں تو ہوتے رہیں، ہماری لڑائی تو اس دنیا تک ہے، اب مکر کی کوئی ضرورت نہیں۔

گویا کہ انہوں نے مکر کرنا چھوڑ دیا۔ پھر وہ امن و آتشی کے ساتھ رہنے لگے۔

محمد ہادی صاحب! آپکی خود ساختہ یہ کہانی ادھوری ہی رہ گئی، معلوم نہ ہو سکا کہ اللہ تعالیٰ کی وہ تدبیر کیا تھی۔

اب کوئی کہے کہ موصوف کی بینائی ذرا کمزور ہے اس لیے یہ آیت انہیں دکھائی ہی نہیں دی، تو ہم نہیں مانتے۔ آپ دیکھیں کہ موصوف نے کتنی ہی تفاسیر اور قادیانیوں کی کتب پڑھ کر اسکے حوالے اپنی کتاب میں بیان کیے ہیں تو بینائی تو انکی بالکل صحیح ہے۔ پھر ہم نے سوچا شاید دائیں

آنکھ میں کچھ نقص ہو، اس لیے کہ اپنی اس کتاب میں انہوں نے بار بار سورہ آل عمران کی آیت نمبر ۵۵ یحییٰ انی متوفیک کا حوالہ دیا ہے، اور آیت نمبر ۵۴ و مکر و اومکر اللہ اس سے بالکل قبل ہے جو موصوف کو دکھائی نہیں دے رہی، اس کا مطلب ہے کہ نقص دائیں آنکھ میں ہے۔ اسی پریشانی کے عالم میں یکدم ہماری زبان نے ایک آیت کی تلاوت شروع کر دی:

﴿... فَإِنَّهَا لَا تَعْمَى الْأَبْصَارُ وَلَكِنْ تَعْمَى الْقُلُوبُ الَّتِي فِي الصُّدُورِ﴾ [الحج: 46]

”بات یہ ہے کہ آنکھیں اندھی نہیں ہوتیں بلکہ وہ دل جو سینے میں ہیں وہ اندھے ہوتے ہیں۔“

یہ پڑھ کر ہماری تسلی ہو گئی کہ اللہ کا شکر ہے موصوف کی آنکھیں بالکل ٹھیک ہیں۔

(ابھی موضوع جاری ہے)

